خطبۂ استقبالیہ

چوتھی سالانہ کانفرنس انجمن اساتذہ ممالک محروسہ سرکار عالی

از

سیّد بدر الدّین

صوبہ دار صوبہ ورنگل

ہنمکنڈہ ورنگل

۹؍ اسفندار سنہ ۱۳۵۰ف

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹرز حیدرآباد دکن

خطبۂ استقبالیہ

آل حیدر آباد ٹیچرز کانفرنس

اجلاس چہارم بمقام ورنگل

معزز خواتین و حضرات!

میں انتہائی مسرت کے ساتھ جمیع باشندگان شہر ورنگل کی طرف سے آپ تمام خواتین و حضرات کا خیر مقدم کرتا ہوں، ورنگل جو کسی زمانے میں بڑے بلند حوصلہ راجاؤں کی راجدھانی اور جنوبی ہندوستان کے بہترین شہروں میں تھا۔ ایک عرصہ دراز کی گمنامی کے بعد پھر ایک بار اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ کے مبارک عہد میں سرکار عالی کی فیاضانہ پالیسی اور خصوصی توجہات سے اپنی عظمت گذشتہ و رونق رفتہ کو حاصل کر رہا ہے۔ جامعہ عثمانیہ کی صورت میں علم و فن کا جو عظیم الشان سرچشمہ بلدہ حیدرآباد میں جاری فرمایا گیا ہے اس سے یہ شہر بھی کما حقہٗ سیراب ہو رہا ہے تعلیم سے قطع نظر دیگر شہری ترقیوں کے اعتبار سے بھی یہ شہر ریاست حیدرآباد میں بہت کچھ ممتاز ہے آپ نے اس دفعہ اپنا سالانہ اجتماع یہاں مقرر کر کے ہم سب کو ممنونیت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔

انجمن اساتذہ ملک سرکار عالی جس کی یہ چوتھی سالانہ کانفرنس ہے ملک کے اس طبقہ کی کانفرنس ہے جس کی کوششوں کے ساتھ ملک کی آیندہ تمام ترقیاں وابستہ ہیں۔ اساتذہ کا گروہ ہمارے معاشرت (سوسائٹی) کا سب سے زیادہ قابل احترام طبقہ ہونا چاہئے۔

یہ وہ جماعت ہے جس کے ذمہ جہالت کی تاریکی کو دور کرنا۔ علم کی روشنی پھیلانا اور ملک کے نونہالوں کی سیرت اور کردار کو بنانے کے جیسے اہم کام ہیں۔ دولت وحکومت اعزاز ومنفعت کے تمام خوش آئند خیالات سے الگ ہو کر محض علم کی شمع برداری کو اپنی زندگی کا مطمح نظر بنانا ان کا فریضہ ہے۔ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالی اساتذہ کی زندگی ہونی چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو خلوص دل اور سچے احساس کے ساتھ ایسے کام میں منہمک ہیں اور ایسے بلند نصب العین کو حاصل کرنے میں دن رات مصروف ومشغول ہیں۔

اساتذہ کی زندگی کے اس اعلیٰ نصب العین اور قومی زندگی میں اس گروہ کی حقیقی عظمت ومنزلت کے مدنظر ان کی معاشی اور معاشری حالت ضرور قابل توجہ واصلاح ہے۔ اساتذہ کی توجہات جب تک دوسری فکروں سے ہٹ کر محض علم وحکمت کی اشاعت اور کردار سازی پر مرکوز نہ ہونگی صحیح معنوں میں تعلیمی ترقی اور قومی ترقی ممکن نہیں۔

میری رائے میں جہاں اساتذہ کے ذہنوں میں یہ چیز جاگزین ہونی چاہئے کہ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالی ان کی متاع حیات ہو وہاں ان کی معاشی حالت کی اصلاح اور معاشری وقار کا استقرار بھی نہایت ضروری ہے۔ جب ہم اس قابل احترام گروہ کو وہ اعزاز واکرام نہیں دیں گے جس کا وہ مستحق ہے اور جب تک خاص وعام کے دلوں میں ان کی حقیقی عزت نہ ہوگی یہ توقع نہیں کی جا سکتی ہے کہ وہ خودداری کے پاکیزہ وصف سے متصف وملو ہو کر ملک کے نونہالوں کو بھی اسی جذبہ کی تعلیم دے سکینگے۔ ساتھ ہی ساتھ ارباب حل وعقد کا یہ فریضہ ہے کہ اساتذہ کے انتخاب میں خاص توجہ اور کوشش سے کام لیں۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ ہر لکھا پڑھا شخص استاد نہیں بن سکتا جب تک کہ اس شخص کو تعلیم سے خاص شغف ودلچسپی نہ ہو اور ملک وقوم کی فلاح وبہبودی کا خیال واحساس نہ ہو۔ انتخاب میں صحیح معیار کا لحاظ رکھکر ایسے اشخاص کا انتخاب ہونا چاہئے جو حقیقی معنوں میں استاد ہو سکتے ہیں اور ایسے اشخاص کو ان کی قابلیت کے لحاظ سے کافی تنخواہ ملنی چاہئے جس سے وہ اپنے وقار کو قائم رکھکر تعلیم وتدریس میں منہمک رہ سکیں۔

اساتذہ کی اس کانفرنس کا مقصد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا اور فرائض مفوضہ کو بہتر سے بہتر طریقے پر انجام دینے کی تدابیر تلاش کرنا ہے۔ کانفرنس کا یہ اعلیٰ مقصد خود اس بات کی بین

دلیل ہے کہ اس گروہ میں کس قدر فرض شناسی اور ذوق خدمت گزاری ہے۔

معزز حضرات! خالص تعلیمی مسائل اور فنی مباحث میں میری حیثیت ایک غیر فن دان (Layman) کی ہے۔ آپ حضرات اپنے اجتماعات اور سالانہ اور ماہانہ مجالس میں اپنے تجربات اور ذاتی مشاہدات وخیالات کی روشنی میں تعلیم کی فنی ترتیبوں کے بارے میں جو کچھ غور وفکر بحث وتحیص فرماتے ہیں وہ یقیناً ہمارے ہونہاروں کے حق میں ہر طرح مفید ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے مباحث سے تعلیمی مسائل کا حل مقصود ہے اور ان پر آپ فن کارانہ انداز میں غور فرماتے ہیں۔

میں اس موقع پر اس تعلق سے کہ تعلیم عامہ سے دلچسپی ہر شہری کا فریضہ ہے۔ تعلیم کے چند عام پہلو پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ بچے کو تعلیم دلانے کے لئے ماں باپ کی ساری تگ ودو اور تعلیم دینے میں استاد کی ساری جدوجہد کی کامیابی اس میں ہے کہ بچے کی فطرت کا مطالعہ کرکے اس کے مطابق تعلیم دیجائے جیسا کہ ورڈس ورتھ کے مشہور مقولہ کی اردو کے کسی شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے

طفل ناداں درحقیقت آدمی کی اصل ہے — اس کے ہر اک فعل سے شانِ جوانی ہو عیاں
اس تنِ خاکی کو جن جذبات میں ہوگا کمال — اس کا لِ جاتا ہے ہم کو شیرخواری میں نشاں

بچے کی فطرت کے مطالعہ میں تعلیم کی کامیابی کا راز مضمر ہے بچے کی طبعی میلانات اور اس کی قدرتی صلاحیتوں کو معلوم کرکے جو تعلیم دی جاتی ہے اس سے یقیناً بہترین اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ اگرچیکہ والدین کا بھی فرض ہے کہ اپنے بچے کی فطری صلاحیتوں سے باخبر رہوں اور اسی کے موجب اس کی آئندہ زندگی کی داغ بیل ڈالیں لیکن خاص وعام سب ہی بچوں کو اساتذہ کے حوالہ کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا فرض ادا ہوگیا ایسی صورت میں اور خاص طور پر اس لئے کہ بچوں کی فطرت کے مطالعے کے اچھے مواقع اساتذہ ہی کو حاصل ہوتے ہیں اساتذہ صاحبان کو چاہئے کہ وہ تعلیم کے دوران میں اس بنیادی عنصر کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور اس بارے میں والدین کو بھی حسب ضرورت مشورہ دیتے رہیں۔

بچوں کی تعلیم میں مدرسہ اور گھر۔ استاد اور والدین دونوں کا تعاون عمل مقصد تعلیم کے حصول اور کامیابی کے لئے ازبس ضروری ہے اور موجودہ دور کی تعلیمی بے راہ روی کی بہت کچھ اصلاح اس سے ممکن ہے اگر اساتذہ صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں اور وقتاً فوقتاً طلباء کے والدین اور اولیاء کو تعاون عمل کی دعوت دیں اور اس میں ان کے بچوں کی تعلیمی ترقی میں عملی طور پر دلچسپی لینے کے مواقع

مہیا فرمائیں تو یقین ہے کہ اس سے اساتذہ صاحبان کی جد و جہد بہت زیادہ کامیاب اور مفید ثابت ہوگی اور اساتذہ اور والدین کے میل جول سے ایک طرح کا ربط پیدا ہو کر مقصد کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔

اس مقصد کے پیش رفت میں یہ ضروری ہے کہ اساتذہ سوشل سروس میں دلچسپی لیں عموماً ان لوگوں میں جن کے ذرائع آمدنی محدود ہیں یا جو عسرت میں زندگی بسر کرتے ہیں صفائی کا خیال کم ہوتا ہے اور بچے جو اس ماحول میں پلتے ہیں ان کے لئے مدرسہ کی تعلیم جیسی کہ چاہیے مفید ثابت نہیں ہوتی اس لئے اساتذہ کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایسے اشخاص کو ان کے جسم اور مکانات کی صفائی کی طرف توجہ دلاتے رہیں (Sanitation) حفظان صحت کے عمدہ طریقوں سے انہیں آگاہ کرتے ہیں۔

حیدرآباد میں ہمارے علم پرور بادشاہ اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ کی فیاضی اور دریا دلی سے تعلیم پر جس قدر کثیر رقم صرف کیجارہی ہے اور ملک کے گوشے گوشے میں علم کی روشنی پھیلانے کیلئے جو کوششیں کی جارہی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں لیکن باوصف اس کسی بلیغ کے ابھی ہمارے ملک میں تعلیم یافتوں کا فیصد ہندوستان کے بعض صوبوں اور بعض دیسی ریاستوں کے مقابلے میں بہت کم ہے اس کی خاص وجہ تعلیم سے پبلک کی بے توجہی ہے توسیع و ترقی کے بارے میں اس وقت تک جو کچھ کیا گیا ہے وہ محض ہماری مہربان و فیاض حکومت کی طرف سے ہے۔

رپورٹ نظم و نسق سرکار عالی اور رپورٹ ہائے سررشتہ تعلیمات سے واضح ہو رہا ہے کہ فی الوقت ممالک محروسہ سرکار عالی میں تقریباً (۵) ہزار سرکاری مدارس تحتانیہ قائم و جاری ہیں جن میں تین لاکھ کے قریب طلبا زیر تعلیم ہیں اور تقریباً ۲۸ لاکھ کی سالانہ مصارف عائد ہوتے ہیں۔ ہماری فیاض رعایا پرور گورنمنٹ نے توسیع تعلیم ابتدائی کی ایک پنجسالہ اسکیم منظور کی ہے، جس کا نفاذ ۱۳۴۹ف سے ہو چکا ہے اور جدید تحتانیہ مدارس کے افتتاح کے لئے ۱۲½ لاکھ روپیوں کی ایک کثیر رقم منظور فرمائی ہے اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے ہر ایسے موضع و قصبہ میں جس کی آبادی ایک ہزار یا اس سے زاید ہو ایک سرکاری مدرسہ جاری ہو سکے نیز جملہ مدارس تو کلفنڈ کو مدشاہی میں منتقل کر دیا جائے اور ان جملہ مدارس تحتانیہ کے تعمیر

اکمنہ کے لئے مدد لو کلفنڈ سے ۲۰ لاکھ روپیہ کی ایک کثیر رقم بھی منظور فرمائی ہے جس کا سلسلہ تعمیر آغاز ہو چکا ہے۔ اور اس اسکیم کے لئے بھی پانچ سال کی مدت مقرر ہوئی ہے توسیع تعلیم ابتدائی کے لئے مندرجہ بالا رقومات کی منظوری اپنی آپ نظیر ہے جس کی مثال آجکل کے جیسے معاشی پستی کے کے زمانے میں ملنا محال ہے۔ نہ صرف توسیع تعلیم ابتدائی و تعمیر اکمنہ مدارس تحتانیہ کی طرف ہی توجہ وفیض شاہانہ مبذول ہوا ہے بلکہ کمشنری اسکیم کے تحت جملہ مدارس ثانویہ کی بھی تنظیم کی جاکر اس میں تعلیم سائنس و دستکاری کا خاص و لازمی انتظام کیا گیا ہے جو آجکل کی جملہ پیشہ ورانہ صنعتی و تجارتی ترقیوں کی بنیاد ہے، ہر دو فنون کی تعلیم کے لئے کثیر مقدار میں الواب مشترکہ کی رقوم بھی فراہم کردیگئی ہیں۔ تاکہ ہر دو کے تجربات میں مدرسین اور طلبا کو سہولت ہو۔

رعایا اور عوام الناس میں تعلیم کی ضرورت کا کما حقہٗ احساس نہیں ہے تعلیمی اوقاف۔ تعلیمی وظائف اور تعلیمی انعامات وغیرہ کی صورت میں پبلک کے مخیر افراد کی طرف سے کہنا چاہیے کہ کوئی چیز پیش نہیں کیگئی۔ تعلیم بالغان جیسے مفید تحریک کو بھی کامیاب بنانے میں عوام الناس نے اپنا پورا حق ادا نہیں کیا۔ تعلیم یافتہ افراد کے لئے پبلک کتب خانوں کے قیام کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ ان حالات میں عوام الناس میں تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے کا مشکل کام بھی اساتذہ ہی کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔

یہاں حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا ذکر بے موقع نہ ہوگا یہ ایک واحد پبلک ادارہ ایسا ہے جو تعلیمی بیداری پیدا کرنے میں تقریباً ربع صدی سے مصروف ہے اگرچہ اس کی مساعی کی بدولت بہت سی مفید تعلیمی تحریکیں کامیاب ہوئیں اس کی مالی امداد سے سینکڑوں نادار نونہالان ملک زیور علم سے آراستہ ہو کر ملک و مالک کی خدمت انجام دیرہے ہیں لیکن اس واحد ادارے کی کوششوں سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو پبلک کی مساعی کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس جمود کو توڑنے اور عام طور پر تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ اساتذہ صاحبان ہی آگے بڑھیں اور اپنی خاص توجہ سے کام لیکر تعلیم بالغان کی اسکیم کو کامیاب بنائیں۔

حضرات! اب میں ان امور کی طرف اشارہ کرنے کی معافی چاہتا ہوں جو میرے خیال میں قابل توجہ ہیں۔ جسمانی تعلیم کی طرف کافی توجہ کی ضرورت ہے اگرچہ مدارس میں کھیلوں

کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر سال ٹورنامنٹ اور مقابلے بھی ہوتے ہیں ڈرل اور ورزش جسمانی کے معلمین بھی مقرر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ جد وجہد ناکافی ہے۔

میری رائے میں ہر معلم کو معلم تعلیم جسمانی بھی ہونا چاہئے۔ ہر مدرسہ میں پڑھنے والے بچے کے لئے کسی نہ کسی قسم کے مناسب ورزش جسمانی اور کھیل کا انتظام کیا جانا ضروری ہے۔

میرا خیال ہے کہ پلے فار آل کی عام تحریک پر جملہ مدارس میں اگر اس کی حقیقی اسپرٹ کے ساتھ عمل کیا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ ہماری فیاض گورنمنٹ نے ایک کالج فزیکل ایجوکیشن کے لئے قائم کر رکھا ہے لیکن ابھی جملہ مدارس میں ایسے فزیکل ٹرینڈ مدرسین فراہم نہیں ہوئے ہیں جو جسمانی تعلیم وتربیت کی فنی وماہرانہ نقطۂ نظر سے نشو ونما کر سکیں۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جو بچے کھیل کے شائق ہوتے ہیں صرف وہی کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں پڑھنے لکھنے سے زیادہ کھیل کود میں انہماک رہتا ہے۔ جو کسی طرح درست نہیں ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہر بچہ کسی نہ کسی ورزشی کھیل میں تھوڑی بہت دلچسپی ضرور لے۔ مدرسہ کا ہر استاد اپنی جماعت کے طالب علموں کی جسمانی حالت سے پوری طرح واقف ہو اور انکی جسمانی کمزوری کو بھی اسی طرح رفع کرنے کی فکر کرے جس طرح وہ ان کی تعلیمی کمزوریوں کو دور کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

”طاقتور جسم اور صحیح دل ودماغ لازم وملزوم ہیں“ یہ زرین اصول ہمیشہ اساتذہ کے پیش نظر رہنا چاہئے اور اسکی کوشش کرنی چاہئے کہ ذہنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کا سلسلہ بھی برابر جاری رہے

اور ایک امر جو اساتذہ صاحبان کی توجہ کا محتاج ہے وہ طلبا میں بے جا تفاخر اور تعزز کا خیال ہے طالب العلم اپنے ذاتی اور عام طور پر گھر کے کام کاج کرنے اور اپنی مدد آپ کرنے سے کتراتے اور دوسروں سے کام لینے کے خواہشمند نظر آتے ہیں، حالانکہ اس کے برخلاف انہیں چاہئے کہ خود اپنی آپ مدد کریں اور حتی الامکان دوسروں کی بھی مدد کریں اس طرح حقیقی جذبات کشائی کا ثبوت دیں۔ تعلیم کے یہ پہلو ایسے ہیں جن کی اصلاح جماعت سے زیادہ زاید از مصروفیات اور غیر درسی مشغولیات کے سلسلہ میں کیجاسکتی ہے، سرگرم اور جوشیلے اساتذہ سے توقع ہے کہ وہ ان ضروری امور کی طرف اپنی توجہ مبذول کرکے آیندہ نسلوں کو کیا باعتبار علمی ترقیوں کے اور کیا باعتبار جسمانی صحت اور تندرستی کے موجودہ نسل سے ہر طرح بہتر شہری

اور بہتر انسان بنائیں گے آخر میں اساتذہ صاحبان کی توجہ ایک اور خاص امر کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

ہندوستان میں عام طور پر سیاسی اور فرقہ واری مناقشات کی جو صورت حال رونما ہے اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں اور یہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ بدقسمتی سے ہمارے ہونہار اور ونہال طلباء اس میں بلا سوچے سمجھے زیادہ حصہ لینے لگے ہیں۔ میرے خیال میں طلباء کو اس قسم کی مصروفیت اور اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کا کام بھی اساتذہ ہی بہتر طریقہ پر انجام دے سکتے ہیں اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ طلباء میں گہرا تعلیمی میلان پیدا کرنے کے ساتھ ہی ساتھ زائد از نصاب دیگر مفید مصروفیات میں انہیں ایسا مشغول رکھا جائے کہ ان غیر ضروری سرگرمیوں کی طرف توجہ کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے اساتذہ صاحبان کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ ان کا یہ ایک اہم اور مقدس فریضہ ہے کہ طلباء کو صلح و آشتی رواداری و ہم آہنگی کے سبق ذہن نشین کرائیں اور ان کے دل و دماغ میں تعصب اور فرقہ واری فاسد خیالات کو جاگزین ہونے نہ دیں۔ آج کے طالب علم ہی کل کے شہری ہونے والے ہیں اور تعلیم کا زمانہ فی الحقیقت وہ زمانہ ہے جس میں اساتذہ طلباء کو آئندہ زندگی کے لئے تیار کرتے ہیں اس لئے اس تیاری کے زمانہ میں ہی کافی احتیاط سے فرقہ وارانہ غلط خیالات کی بیخ کنی ہونی چاہیئے تاکہ طلباء آگے چلکر اچھے اور امن پسند شہری ثابت ہوں۔

میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اساتذہ اگر اپنے اس اہم فریضہ کو واقعی اہم اور ضروری محسوس فرماکر اس خصوص میں توجہ فرمائیں تو بہت آسانی سے اور احسن طریقہ پر ملک کی یہ ایک نہایت زبردست اور مہتم بالشان خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ اور اس کے خلاف اگر وہ اس کو غیر اہم یا اپنے فرائض سے خارج سمجھکر بے اعتنائی برتیں یا چشم پوشی فرمائیں یا خود درپردہ ان کو ایسے معاملات میں حصہ لینے کی ترغیب دیں یا خود ہی سیاسیات میں حصہ لیں تو معاف فرمائیے اگر میں یہ عرض کروں کہ اس کی ذمہ داری بڑی حد تک عند اللہ و عند الناس انہی پر عائد ہوگی اور وہ اس کی نسبت جوابدہ ہوں گے۔

میں آپ حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے توجہ سے میرے خیالات کو سماعت

فرمایا۔ میں مکرر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ کی عمر و اقبال میں ترقی دے جس کے سایۂ عاطفت میں رعایائے حیدرآباد ہر طرح امن و چین کی زندگی بسر کرتے ہوئے علم و حکمت اور تہذیب و تمدن کی گوناگون برکات سے مستفید ہو رہی ہے۔

آمین ثم آمین۔

سید بدرالدین

صوبہ دار صوبہ ورنگل